بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

آہ! حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

حیف صد حیف، کہ ایک جید عالم دین، ایک مرشد و مربّی قومی رہنما ممتاز سیاستدان وحدت ملت اور اتحاد امت کے داعی علم و عمل کی ہمہ خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ قائد جانشین شیخ التفسیر مولا عبید اللہ انور بھی ، شعبان ۱۴۰۵ھ کو ملت مسلمہ بالخصوص ولی اللّٰہی مکتب فکر کو یتیم چھوڑ کر اپنے خا حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ؎

بن کے اٹھتے ہی جبین حادثہ خود جھک گئی
ایک ساعت کیلئے نبض دو عالم رک گئی

مولانا عبید اللہ انور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے فرزند اور ایک ایسی متاع تھے کہ جو علوم و فنون ، درس و تدریس ، خدمت دین ، خدمت خلق ، جذبہ حریت ، سرفروشانہ جہاد ، دین کی بالادستی ، نظام اسلام کے قیام و استحکام اور افکار و خیالات اور طریق عمل میں اپنے عظیم والد کے حقیقی جانشین اور چھوڑے ہوئے کاموں کے پورا کرنے والے تھے ۔

مرحوم کا شیرازۂ حیات قال اللہ وقال الرسول ، اشاعت غلبۂ دین اور نظام اسلام کی جامعیت کا کامل یقین اور ان کی زندگی کا خمیر اتباع سنت نبویہ تھا ۔ مرحوم اپنی زندگی میں صبر و استقامت کے کوہ گراں تھے ۔

ان کی مجاہدانہ زندگی اور فکر و عمل کا تار و پود ایشیا کے عظیم علمی و روحانی مرکز دارالعلوم دیوبند میں اکابر علماء دیوبند کے فیض صحبت ، اخلاص و یقین ، طلب و تڑپ ، اور اکابر کی خصوصی شفقتوں سے بنا ابھی آنکھ کھلی تھی اور شعور کی ابتدا تھی کہ آپ کو حضرت لاہوری نے تربیت و تحصیل علم کیلئے دارالعلوم دیوبند کے مشائخ اور اکابر اساتذہ کی خدمت میں بھیج دیا ۔ جب طالب علم ذہین ہو اور خدا نے اسے صلاحیت اور اعلیٰ استعداد سے نوازا ہو ۔ اور اسے لائق و فائق اساتذہ ان کی شفقتیں اور خصوصی توجہات بھی حاصل ہو جائیں تو کیا کہنا ۔ بس سونے پہ سہاگہ ۔

دارالعلوم دیوبند میں آپ کو اپنے وقت کے بہترین اور یگانہ روزگار اساتذہ سے شرف تلمذ

صل ہوا ، مولانا عبید اللہ سندھی اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے تو آپ منظورِ نظر تھے ہی، شیخ الحدیث
لانا عبد الحق صاحب مدظلہٗ سے بھی ان کے دار العلوم دیوبند کے زمانۂ تدریس میں چار سال تک تحصیل علم اور
ذ و استفادہ کا تعلق رہا۔ مرحوم نے آخر وقت تک استاد سے اس تعلق کو جس احسن طریقہ سے نبھایا۔ اسکی
ے جھلک مرحوم کے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے نام آخری مکتوب اور حضرت مدظلہ کے تعزیتی کلمات
و شریکِ اشاعت ہذا ہیں) سے دیکھی جا سکتی ہے ۔ بہر حال اکابر علماء دیوبند کے تعلیمات اور صحبتوں کی
ت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل کے ساتھ ساتھ للہیت ، خلوص ، نظم و ضبط اور سیاست و تنظیم
جوہرِ قابل بھی بخشا تھا ۔ پھر مولانا عبید اللہ سندھی سے خاندانی اور حضرت لاہوری سے نسبت و لبیت
وجہ سے ان کی تعلیمات ، مجاہدے ، اولو العزمیاں ، ایثار و قربانی ، ولولۂ حریت اور انقلابی فکر و عمل اور
کی شبانہ روز ریاضت و مجاہدہ کا مشاہدہ ، آپ کو ایک موروثی دولت کے طور پر ہاتھ لگ گیا جس نے
ہی کسر بھی پوری کر دی ۔ اور جب اپنے والد کی نگرانی و سرپرستی میں جمعیۃ علماء اسلام کی نفاذِ اسلام
سرگرمیوں میں حصہ لیا اور حضرت لاہوریؒ جیسے عارف باللہ اور مجاہدِ اعظم کے قدموں میں بیٹھ کر جان بازی
رفروشی کا ایسا سبق سیکھا کہ قلیل ترین عرصے میں یہ ستارہ مجاہدہ و عرفان کا آفتاب بن گیا ۔

حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد حریتِ فکر ، آزادئ ملت ، غلبۂ دین ، اعلاء کلمۃ اللہ ، جہاد فی سبیل اللہ
اہلِ اسلام میں ربط و تنظیم کے کام کو آپ نے شجاعت و دلیری ، جذبۂ وفاداری ، استقامت ، میدان
میں ثابت قدمی عالی ہمتی اور بے مثال جفاکشی اور مستعدی سے انجام دیا کہ بہت جلد خداداد
یت بیدار مغزی ، عالی دماغی ، فراخ حوصلگی ، کشادہ قلبی ، وضع داری ، انکساری ، عالی ظرفی ،
م الفہمی جوہر شناسی اور بے ریا و بے داغ کردار سے ملی اور ملکی تاریخ کا ایک روشن باب قائم کر
س پر رہتی دنیا تک ملتِ اسلامیہ ناز کرتی رہے گی ۔

آپ کی ساری زندگی رضا کارانہ اور سپاہیانہ تھی ، آپ اغراض و مقاصد ، مفادات اور حالات
دھارے میں بہنے کے تصور سے بھی ناآشنا تھے ۔

ایوبی آمریت نے اعلاء کلمۃ اللہ کی پاداش میں ظلم و ستم اور جور و جفا کی وہ کونسی ادا تھی جو آپ
زمائی ہو ۔ لاتوں ، گھونسوں اور لاٹھیوں سے مارے گئے ، گھسیٹے گئے ۔ ڈاڑھی نوچی گئی ، ہڈیاں توڑی
۔ بہکانے اور دبانے کا ہر حربہ استعمال کیا گیا مگر آپ کے دین اسلام سے ...رداری ، پختگی ، پامردی
پائے استقامت میں کوئی لغزش نہ آئی ۔ یہ آپ ہی کی بے مثال قربانی اور شجاعت و کرامت تھی کہ ایوبی
یت کے غیر متزلزل قصر میں دراڑیں پڑ گئیں جو بالآخر اسکی تباہی پر منتج ہوئیں ۔

تحریک نظام مصطفیٰ میں پھر سے اپنے مظلوم و مجروح اور نحیف و نزار اور بیمار جسم کے ساتھ وقت کے حکمرانوں، وڈیروں اور ڈکٹیٹروں کی راہ میں استقامت کا پہاڑ بن کر حائل ہو گئے۔ کوڑے برداشت کئے، ہڈیاں تڑوائیں جان تک کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہ کیا مگر جبر و استبداد کی شہنشاہی ایک لمحہ برداشت نہ کر سکے۔

مرحوم کی زندگی پوری ملت کے سامنے ایک کھلی کتاب ہے۔ دنیائے علم کے آفتاب تھے آپ سے چمنستانِ علم کو تازگی ملی تنظیم و سیاست کو استقلال ملا۔ فکر کو اصابت رائے ملی اور امت کو جہد مسلسل کا سبق ملا۔ مذہب کو نیا جوش اور زندگی کو نئی امنگ ملی۔

مگر افسوس کہ مرحوم جن کی ساری زندگی مسلمانوں کی وحدت، تنظیم کے استحکام، جماعت کے وقار علماء کے اتحاد، وحدتِ ملت اور اتحادِ امت کیلئے وقف تھی۔ تمام عمر اسی فکر و غم میں گھلتے رہے۔ اور آخری لمحات میں تو مرحوم کی ایک ہی تمنا رہ گئی تھی کہ کاروانِ ولی اللہی کے ارکان و افراد کو اللہ تعالیٰ نے جو غیرت و حمیت، شجاعت و دلیری جفاکشی و مستعدی ذہانت و طباعی علمی وقار اور ذاتی وجاہت ودیعت فرمائی ہے۔ وہ محض سیاست گری، عوامی نعرہ بازی۔ انقلاب برائے انقلاب اور باطل طاقتوں کے آلۂ کار کے طور پر استعمال نہ ہونے پائے بلکہ ٹھوس، مثبت اور مستحکم اصول اور محض دین کی سربلندی کیلئے وقف ہو۔ آپ کی زندگی کا آخری لمحہ بھی اس بات میں صرف ہوا کہ جسطرح بھی ممکن ہو علماء اور منتشر جماعتی احباب و افراد سے ایک منظم جماعت اور ان پراگندہ اوراق سے ایک مکمل کتاب امت کے لئے نمونہ کے طور پر سامنے آسکے۔

مگر افسوس! کہ مرحوم مایوس ہوتے تو روٹھ گئے، اللہ کو انہیں مزید پریشان کرنا منظور نہ تھا۔ اٹھا لیا۔ اور اپنے مہربان والد حضرت لاہوریؒ کے پہلو میں سُلا دیا۔ آج بھی اگر جماعتی انتشار و افتراق کے ذمہ دار اور جماعت کی مرکزی اور ذی اثر شخصیتیں حضرت انور مرحوم کے مشن جماعتی وحدت، اور اتحاد ملت کو پورا نہ کر سکے۔ تو ان سے مولانا مرحوم کی روح آج بھی زبانِ حال سے یہ کہہ رہی ہے

ابھی سے سوچ لو ورنہ روزِ محشر میں
میرے سوال کا تم سے جواب کیا ہو گا۔

(ع ق ح)

نوٹ:- مدیر الحق شدید مصروفیات کی وجہ سے نقش آغاز خود نہیں لکھ سکے۔ (ادارہ)